HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759

Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

فقہ اسلامی کی روشنی میں خیارِ بیع کی معاصر صورتوں کا تحقیقی جائزہ

A Jurisprudential Analysis of Contemporary Practices of Khiyar al-Bay' in Islamic Fiqh

Muhammad Ateeq
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan
ateeqm300@gmail.com

Prof. Dr. Abdul Quddus Suhaib
Director, Islamic Research Center, Bahauddin Zakariya University, Multan,
aqsuhaib@gmail.com

Abstract

This study presents a jurisprudential analysis of Khiyar al-Bay' (the option in sales) within the framework of Islamic fiqh, with a focus on its application in contemporary commercial practices. The research begins by exploring the classical foundations of various forms of khiyar, including Khiyar al-'Ayb (option due to defect), Khiyar al-Ru'yah (option upon inspection), Khiyar al-Sharṭ (stipulated option), and Khiyar al-Ta'yīn (option of specification), as established in the primary sources of Islamic jurisprudence. It then examines how these traditional doctrines are reflected in modern-day transactions, especially in digital marketplaces, e-commerce platforms, and virtual business environments. Additionally, the study analyzes comparable mechanisms in modern financial systems—such as options contracts in stock markets—and evaluates their alignment with the principles of Khiyar al-Sharṭ. Through this comparative approach, the research underscores the adaptability of Islamic legal concepts to contemporary economic realities, reaffirming the ongoing relevance and dynamism of fiqh in guiding ethical commercial conduct in the modern world.

Keywords: Khiyar al-Bay', Islamic Fiqh, Contemporary Commerce, Options in Sale, Jurisprudential Analysis

تمہید

اسلامی فقہ میں خیارِ بیع کا تصور خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان عدل، شفافیت، اور حقوق کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے متعارف کرایا گیا ہے۔ فقہی طور پر اس کے چار بنیادی اقسام—خیارِ شرط، خیارِ رؤیت، خیارِ عیب اور خیارِ تعین —ایسے اختیارات ہیں جو عقدِ بیع میں فریقین کو مخصوص شرائط کے تحت ایک محدود مگر جائز دائرہِ اختیار فراہم کرتے ہیں، تاکہ کوئی فریق دھوکا، جہالت یا نقصان کا شکار نہ ہو۔ تاہم عصرِ حاضر میں، بالخصوص آن لائن تجارت، ای کامرس، اور اسٹاک مارکیٹ جیسے جدید مالیاتی نظاموں میں "اختیار "کا تصور اپنی روایتی فقہی حیثیت سے ہٹ کر ایک علیحدہ قابلِ خرید و فروخت مالیاتی جنس (Financial Commodity) کی صورت اختیار کر گیا ہے، جو از خود نفع اندوزی کا ذریعہ بن چکا ہے۔ یہ صورت حال نہ صرف شریعت کے اساسی اصولوں—جیسے قبضہ، ملکیت، رضامندی، اور معائنہ—کی نفی کرتی ہے بلکہ اس میں غرر، قمار، اور بیعِ مالا یملک جیسے ناجائز پہلو بھی پائے جاتے ہیں، جو اس کے جواز کو مشکوک بلکہ بعض صورتوں میں باطل قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں فقہائے متقدمین جیسے امام ابو حنیفہ، ابن ہمام، اور علامہ کاسانی، اور معاصر علماء جیسے مفتی تقی عثمانی، ڈاکٹر علی السالوس، علامہ یوسف القرضاوی اور ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے جدید مالیاتی صورتوں پر گہرا فقہی تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان کی آراء میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ خیار ایک غیر مالیاتی شرعی حق ہے، نہ کہ تجارت کا مستقل ذریعہ، اور اس پر اجرت لینا ناجائز ہے۔ یہی مؤقف اسلامی فقہی اکیڈمی (جدہ)، دارالعلوم دیوبند، اور دارالافتاء پاکستان جیسے مستند علمی اداروں کے فتاویٰ میں بھی صراحت سے مذکور ہے۔ یہ تحقیق انہی فقہی اصولوں کی روشنی میں خیارِ بیع کے معاصر اطلاقات کا جائزہ پیش کرتی ہے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کس حد تک اسلامی فقہ جدید مالیاتی نظاموں کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتی ہے اور کن صورتوں میں اس سے انحراف ناجائز قرار پاتا ہے۔

شریعتِ اسلامی میں معاملات اور تجارت کی اہمیت: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی جسمانی، روحانی، معاشرتی اور معاشی ضروریات کو متوازن طور پر پورا کرتا ہے۔ ان ضروریات میں معاشی معاملات کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ انسان اپنی بقاء، ترقی اور فلاح کے لیے غذا، لباس، مکان، اور سواری جیسی مادی اشیاء کا محتاج ہے۔ ان تمام ضروریات کے حصول کا ذریعہ "معاملات "یعنی خرید و فروخت، اجارہ، ہبہ، اور دیگر مالی لین دین ہیں، جنہیں شریعتِ مطہرہ نے نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ ان کے اصول و ضوابط بھی واضح طور پر بیان فرمائے۔ اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں واضح فرمایا: "وَأَحَلَّ ٱللَّهُ

CC BY

ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَا"[1] ترجمہ: "اللہ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔" یہ آیت خرید و فروخت کی مشروعیت پر ایک قطعی دلیل ہے، اور اس سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ اسلام نہ صرف تجارت کو جائز سمجھتا ہے بلکہ اس کے ذریعہ انسانی ضروریات کے حصول کو پسندیدہ قرار دیتا ہے، بشرطیکہ وہ سود، غرر، اور دھوکہ دہی سے پاک ہو۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ"[2] ترجمہ: "تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو۔"

اس آیت میں روزی کے تلاش کو "فضلِ رب" کہا گیا ہے، جو تجارت، کاروبار اور معیشت کے جائز ذرائع پر دلالت کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاش کا حصول عبادت کے دائرے میں آتا ہے جب وہ حلال طریقے سے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے تجارت میں سچائی، دیانت داری اور شفافیت کو برکت کا ذریعہ قرار دیا۔ صحیح بخاری کی روایت ہے:

"البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما، وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما"[3]

ترجمہ: "خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہوتا ہے جب تک وہ مجلس سے جدا نہ ہو جائیں، اگر وہ سچ بولیں اور معاملہ واضح کریں تو ان کی بیع میں برکت دی جاتی ہے، اور اگر جھوٹ بولیں اور معاملہ چھپائیں تو ان کی بیع کی برکت مٹادی جاتی ہے۔"

یہ حدیث تجارت میں اخلاقی اصولوں کی بنیاد ہے، جو ظاہر کرتی ہے کہ معاملات میں صدق اور وضاحت کو شریعت نے محض اخلاقی اصول نہیں بلکہ معاشی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں معاشی خود کفالت اور حلال روزی کی اہمیت مسلمہ ہے۔ ایک فرد اور قوم دونوں کی ترقی کا انحصار معیشت پر ہے، اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے فقہ المعاملات کے عنوان سے مستقل ابواب ترتیب دیے ہیں، جن میں خرید و فروخت، اجارہ، مضاربہ، شرکت، اور دیگر تجارتی معاملات کی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ عصر حاضر میں جب دنیا عالمی معیشت کے پیچیدہ نظام سے وابستہ ہو چکی ہے، اسلامی تعلیمات کی رہنمائی اور بھی زیادہ اہم ہو گئی ہے۔ جہاں ایک طرف سودی معیشت اور غیر اخلاقی تجارت نے دنیا کو بحرانوں سے دوچار کیا ہے، وہیں اسلامی اصولِ تجارت شفافیت، دیانت، انصاف اور انسانی فلاح کے ضامن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج حلال تجارت، اسلامی بینکاری، اور اخلاقی سرمایہ کاری کے تصورات کو دنیا بھر میں سراہا جا رہا ہے۔

خیارِ بیع کا مفہوم

اسلامی فقہ میں مالی معاملات کی شفافیت، عدل، اور رضامندی بنیادی اصول ہیں۔ بیع و شرا جیسے معاہدات میں کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ فریقین میں سے کسی ایک نے جذباتی یا جلد بازی میں، یا معلومات کی کمی کے باعث معاہدہ کر لیا ہو، لیکن بعد ازاں اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ غلطی کا مرتکب ہوا ہے، یا اسے مزید غور و فکر، کسی ماہر سے مشورے، یا چیز کی مکمل جانچ پڑتال کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات دھوکہ دہی یا معاہدے کی شرائط کا واضح نہ ہونا بھی بعد میں نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ اسلامی شریعت نے اس انسانی کمزوری کا حل نہایت مدبرانہ انداز میں پیش کیا، جسے فقہی اصطلاح میں "خیار" کہا جاتا ہے۔ خیار کا مطلب یہ ہے کہ خریدار یا فروخت کنندہ کو معاہدہ مکمل کرنے یا فسخ کرنے کا اختیار دیا جائے تاکہ وہ نقصان سے بچ سکے، اور باہمی رضا اور شفافیت پر مبنی لین دین ممکن ہو۔ اسلامی قانون میں خیار کو بیع کے ایک معاہداتی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس حق کے تحت فریقِ عقد کو یہ اجازت حاصل ہوتی ہے کہ وہ بیع کو جاری رکھے یا کسی شرعی یا معاہداتی وجہ کی بنیاد پر اس کو فسخ کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے فقہ المعاملات کے تحت خیار کو ایک مستقل باب کے طور پر ترتیب دیا، اور اس کے مختلف اسباب و اقسام کو تفصیل سے بیان فرمایا۔ فقہی قواعد کے مطابق، فریقین کو لین دین کے دوران جن مسائل کا سامنا ہوتا ہے، ان کا حل خیار کے ذریعے دیا گیا تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔ اگرچہ خیار کا اطلاق خریدار اور فروخت کنندہ دونوں پر ہوتا ہے، لیکن عملی مشاہدہ بتاتا ہے کہ خریدار کو اس کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے، کیونکہ مال اس کے ہاتھ میں حال ہی میں آیا ہوتا ہے، اور اس کے اچھے یا ناقص ہونے کا فیصلہ اسی کے مشاہدے پر منحصر ہوتا ہے۔

جدید نظامِ معیشت میں "اختیار" کی تبدیلی

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اسلامی فقہ میں "اختیار" کا جو تصور چودہ سو سال قبل متعین ہوا، وہ جدید سرمایہ دارانہ معیشت میں بالکل مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ فقہائے کرام کے نزدیک اختیار ایک ایسا اصولی حق ہے جو کسی شرعی یا اخلاقی سبب کی بنیاد پر استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ جدید مالیاتی نظام میں اختیار (Option) ایک ایسا تجارتی معاہدہ بن چکا ہے جس کے ذریعے کسی مالی اثاثے کو مقررہ قیمت پر معینہ مدت تک خریدنے یا فروخت کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ اس حق کی باقاعدہ فیس وصول کی جاتی ہے اور اسے مارکیٹ میں باقاعدہ مال (Asset) سمجھا جاتا ہے۔ یہ جدید مالیاتی اختیار آن لائن کاروبار، ڈیجیٹل کرنسیوں، حصص اور سٹاک مارکیٹ جیسے میدانوں میں بڑی تیزی سے رائج ہو گیا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی تصورِ خیار کسی بھی ایسے مالی نقصان یا معاہداتی کمزوری کے ازالے کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انصاف اور شفافیت کے تقاضوں سے مطابقت رکھتا ہو۔

تحقیقی سوال:

کیا موجودہ مالیاتی نظام میں رائج تجارتی اصول، خاص طور پر "اختیارات (Options)" کی شکلیں، شریعتِ اسلامیہ کے وضع کردہ اصولِ بیع و خیار کے مطابق ہیں؟ اور کیا اسلامی فقہ میں بیان کردہ "خیارات" کا اطلاق جدید تجارت کی ان پیچیدہ صورتوں پر ممکن ہے؟

مقصدِ تحقیق:

اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں بیان کردہ اصولِ بیع و معاملات، بالخصوص قانونِ خیار، کی روشنی میں معاصر مالیاتی و تجارتی نظام (مثلاً بازارِ حصص، آن لائن کاروبار، اور اختیارات پر مبنی معاہدے) کا فقہی تجزیہ کیا جائے۔ نیز یہ جانچا جائے کہ موجودہ دور میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کس حد تک معاشی نظام کو شفاف، عادلانہ اور انسانی فلاح پر مبنی بنایا جا سکتا ہے۔

OPEN ACCESS

خیار کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ "خیار" دراصل اختیار سے مشتق ہے، جس کے لغوی معنی کسی ایک شے کو دوسری پر ترجیح دینا ہیں۔ علامہ ابن نجیم نے "بحر الرائق" میں امام ابو العباس کے حوالے سے نقل کیا:

"وفي المصباح: الخِيَارُ والاخْتِيَار بمعنىً واحد، وفسَّره في فتح الباري بالتخيير بين الإمضاء والفسخ"[4]

یعنی: مصباح میں ہے کہ خیار اور اختیار دونوں ہم معنیٰ الفاظ ہیں، اور فتح الباری میں خیار کی تفسیر بیع کے نفاذ اور فسخ کے درمیان اختیار سے کی گئی ہے

اصطلاح میں خیار کی تعریف یوں کی گئی ہے:

هو حقُّ العاقد في فسخ العقد أو إمضائه لظهور مسوّغ شرعي أو بمقتضى اتفاق عقدي[5]

"ترجمہ: اختیار سے مراد عقد کے فریق (بائع یا مشتری) کو عقد کے فسخ یا اجراء کا وہ حق حاصل ہوتا ہے جو کسی شرعی سبب یا عقدی معاہدے کی بنا پر حاصل ہوتا ہے۔ فقہائے اسلام نے فقہ تقدیری کے تحت خیار کی متعدد اقسام کو مدون کیا جن میں ہر ایک کی تفصیلات، شرائط، اور مدتیں متعین کی گئیں۔ ان اقسام کا مقصد صرف یہی ہے کہ خرید و فروخت جیسے سنجیدہ معاملات میں انصاف اور حسنِ تعامل قائم رہے۔

اگرچہ خیار کی کئی اقسام ہیں، تاہم اس تحقیق میں درج ذیل اقسام کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا:

1. خیار رؤیت
2. خیار شرط
3. خیار عیب
4. خیار تعین

ان اقسام کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ اسلامی نظامِ معیشت صرف اصولی ہی نہیں بلکہ عملی زندگی کی جزئیات میں بھی انصاف، توازن اور شفافیت کو مقدم رکھتا ہے۔

فقہ اسلامی میں خیارِ شرط کا مفہوم

اسلامی فقہ میں "خیار" یعنی اختیار، معاملات میں انصاف، سہولت اور تحفظ کا اہم اصول ہے۔ خیارِ شرط اس باب کا ایک ایسا ضابطہ ہے جو فریقین کو خرید و فروخت کے بعد معقول مدت تک غور و فکر، مشورہ اور تدارک کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ اصول خاص طور پر ان حالات میں مفید ہے جہاں مشتری فوری فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو یا بیع کے بعد کسی ندامت، غلطی، یا دھوکے کا اندیشہ ہو۔

لغوی و اصطلاحی مفہوم:

صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں:

وفی المصباح : الخیار و الاختیار[6]

یعنی: مصباح اللغات میں خیار اور اختیار دونوں کو ہم معنی قرار دیا گیا ہے، یعنی کسی چیز کو منتخب کرنے یا چناؤ کا حق۔ آگے خیار الشرط کی ترکیب پر لکھتے ہیں:

"من إضافة الشيء إلى سببه لأن الشرط سبب للخيار[7]" ترجمہ: جب خیار کی اضافت شرط کی طرف ہو تو یہ اضافت سبب کی طرف سمجھی جاتی ہے، کیونکہ یہاں خیار کا سبب وہی شرط ہے جو مشتری نے لگائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیارِ شرط درحقیقت شرط کے سبب پیدا ہونے والا اختیار ہے۔ یہ تعریف خیار شرط کی عملی نوعیت کو واضح کرتی ہے کہ یہ ایک معاہدہ کے نافذ ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنے کی مہلت ہے، جو فریقین کو قانونی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص فوری طور پر گاڑی خرید لے اور بعد میں کسی ماہر مکینک سے چیک کروانا چاہے تو خیار شرط کی موجودگی اسے معاہدہ فسخ کرنے کا موقع دیتی ہے۔

فقہائے احناف کی آراء اور دلائل:

صاحب ہدایہ رقم طراز ہیں: "خيار الشرط جائز فى البيع للبائع والمشترى، ولهما الخيار ثلاثة أيام فما دونها۔"[8]

ترجمہ: خیار شرط بائع اور مشتری دونوں کے لیے جائز ہے، اور ان دونوں کو تین دن یا اس سے کم عرصے کے لیے اختیار حاصل ہے۔

یہ قول فقہِ اسلامی میں معیاری اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے: "البيع بشرط الخيار لأحد العاقدين أو لهما جميعًا عندنا، وكذا خيار الشرط لأجنبي جائز عندنا۔[9]" ترجمہ: ہمارے نزدیک کسی ایک فریق یا دونوں کے لیے شرطِ خیار کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے، اور اسی طرح کسی تیسرے (اجنبی) فرد کے لیے خیار شرط رکھنا بھی جائز ہے۔

مزید فرمایا: "وجائز بالاتفاق، وهو أن يقول: أنا بالخيار ثلاثة أيام فما دونها، ومختلف فيه، وهو أن يقول: أنا بالخيار شهرًا أو شهرين۔" ترجمہ: تین دن یا اس سے کم مدت کا خیار بلا اختلاف جائز ہے، جبکہ ایک ماہ یا دو ماہ کا خیار محلِ اختلاف ہے۔

یہ تفصیل واضح کرتی ہے کہ شریعت صارف کے مفاد کا خاص خیال رکھتی ہے، اور محدود مدت تک اسے بیع پر غور کرنے کا پورا حق دیتی ہے۔ فرض کریں کسی نے ایک قیمتی گھریلو مشین خریدی اور وہ اسے تین دن میں کسی خرابی کی بنیاد پر واپس کرنا چاہتا ہے تو خیار شرط اس کی سہولت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

CC BY

علامہ کاسانی رحمہ اللہ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:"ومنها: شرط خيار غير موقت أصلاً... وهو القياس إلا أنّا عرفنا جوازه استحساناً بالنص... إذا بايعت فقل: لا خلابة لي الخيار ثلاثة أيام"[10] ترجمہ: ان فاسد شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسا خیار شرط رکھا جائے جس کی کوئی مدت متعین نہ ہو، اور قیاس کا تقاضا ہے کہ ایسا عقد فاسد ہے، لیکن نص اور استحسان کی بنیاد پر (جیسے حضرت حبان بن منقذ والی حدیث) تین دن کا خیار جائز قرار دیا گیا۔

یہ حدیث جو حضرت حبانؓ کے بارے میں آئی ہے کہ وہ اکثر تجارت میں دھوکہ کھا جاتے تھے تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا کہ جب بھی خرید و فروخت کرو تو شرط لگا دو کہ "مجھے تین دن کا اختیار ہے"۔ اس حدیث کی بنیاد پر فقہائے احناف نے تین دن کے خیار کو استثنائی طور پر جائز قرار دیا، اگرچہ قیاس اسے فاسد سمجھتا ہے۔ اس کا عملی اطلاق یہ ہے کہ اگر کوئی صارف کم علمی یا جلد بازی کی وجہ سے خریداری کرے، تو اسے تین دن کی مہلت اس کی فطری کمزوری کے ازالے کے طور پر دی جاتی ہے۔

علامہ کاسانی کی تحقیق کی روشنی میں فقہاء نے خیارِ شرط کی تین ممکنہ صورتیں بیان کی ہیں:

1. اگر خیار کی مدت غیر معین ہو—جیسے کہا جائے "ہمیشہ کے لیے خیار رہے گا"—تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔
2. اگر خیار تین دن یا اس سے کم کے لیے ہو—جیسے کہا جائے "دو دن کے لیے اختیار ہوگا"—تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔
3. اگر خیار تین دن سے زائد کے لیے ہو—جیسے ایک ماہ یا دو ماہ—تو یہ محلِ اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام زفر اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ صورت بیع فاسد کر دیتی ہے، جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے۔ یہ اختلاف دراصل فقہی اصولوں اور استنباطی ترجیحات پر مبنی ہے۔ عصر حاضر میں جب صارف کو وقت کی قلت اور معلومات کی کمی کا سامنا ہو، تو تین دن کا خیار ایک معتدل، عملی اور شرعی حل کے طور پر بہت مؤثر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خیار شرط اسلامی فقہ کا ایک ایسا ضابطہ ہے جو صارفین، تاجروں اور دیگر فریقین کو خرید و فروخت کے بعد سوچ بچار، مشورہ، اور تدارک کا مہذب اور شریعت پر مبنی موقع فراہم کرتا ہے۔ اس کی بنیاد قرآن و سنت اور اجتہادی اصولوں پر ہے، اور عصرِ حاضر میں بھی اس کی تطبیق ممکن، مفید اور معاشرتی امن کا ضامن ہے۔

فقہ اسلامی میں خیارِ رؤیت کا مفہوم:

اسلامی فقہ میں خیارِ رؤیت، یعنی بن دیکھے خریدی گئی چیز کو دیکھنے کے بعد قبول یا رد کرنے کا اختیار، صارف کے حقوق کے تحفظ کا اہم اصول ہے۔ خیار رؤیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی چیز دیکھے بغیر خریدی، تو اس کے لیے یہ اختیار باقی رہتا ہے کہ وہ رؤیت کے بعد اس معاملے کو باقی رکھے یا فسخ کر دے۔ یہ اصول خاص طور پر اس وقت فائدہ مند ہوتا ہے جب مبیع فی الوقت موجود نہ ہو اور محض صفات کے بیان پر خریدا جائے۔ اسلام نے اس صورت میں مشتری کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے خیارِ رؤیت کی سہولت دی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی شخص نے آن لائن کوئی قیمتی الیکٹرانک اشیاء خریدی اور وصولی پر وہ ویسی نہ نکلی جیسی بیان کی گئی تھی، تو وہ خیار رؤیت کی بنیاد پر معاملہ منسوخ کر سکتا ہے۔ علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں:"ومن اشترىٰ شيئاً لم يره فالبيع جائز و له الخيار إذا رآه إن شاء أخذه بجميع الثمن وإن شاء رده سواء رآه على الصفة التى وصفت له أو على خلافها۔"[11]

ترجمہ: جس نے کوئی چیز بن دیکھے خریدی، اس کی بیع جائز ہے اور جب وہ چیز دیکھے تو اسے اختیار ہے کہ وہ پوری قیمت کے ساتھ قبول کرے یا رد کر دے، خواہ وہ چیز بیان کردہ صفات کے مطابق ہو یا خلاف۔

آئمہ اربعہ کی آراء:

امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک خیار رؤیت جائز ہے۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بیع ناجائز ہے کیونکہ مبیع مجہول ہے۔ لیکن احناف اس قولِ نبوی سے دلیل لیتے ہیں:من اشترى شيئاً لم يره فله الخيار إذا رآه۔"[12]

ترجمہ: جس نے کوئی چیز بن دیکھے خریدی، جب وہ اسے دیکھے گا تو اسے اختیار حاصل ہوگا۔ علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں صاحبِ ہدایہ کی عبارت نقل کرتے ہیں:

"وقال الشافعى لا يجوز العقد لأن المبيع مجهول، ولنا قوله عليه السلام: من اشترى شيئاً لم يره فله الخيار إذا رآه، ولأن الجهالة بعدم الرؤية لا تفضى إلى المنازعة لأنه لو لم يوافقه يرده۔"[13]

خالص صارفانہ حق:

خیار رؤیت صرف مشتری یا صارف کے لیے ہے، بائع کے لیے نہیں۔ جیسا کہ ایک مشہور واقعہ میں مذکور ہے: حضرت عثمان بن عفانؓ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ہاتھ بصرہ کی ایک زمین بن دیکھے فروخت کی۔ دونوں نے زمین کو نہیں دیکھا تھا۔ جب طلحہؓ سے کہا گیا کہ آپ گھاٹے میں رہے تو انہوں نے فرمایا: میرے لیے خیار ہے کیونکہ میں نے ایسی چیز خریدی ہے جسے نہیں دیکھا اور جب حضرت عثمانؓ سے کہا گیا کہ آپ گھاٹے میں رہے تو فرمایا: میرے لیے خیار ہے کیونکہ میں نے وہ چیز بیچی ہے جسے نہیں دیکھا۔ پھر حضرت جبیر بن مطعمؓ کو ثالث مقرر کیا گیا، جنہوں نے صحابہ کی موجودگی میں فیصلہ دیا کہ: "خیار رؤیت طلحہؓ کے لیے ہے۔"

صاحب ہدایہ میں یہ واقعہ یوں درج ہے:"وروى أن عثمان بن عفان باع أرضاً بالبصرة من طلحة بن عبيد الله، فقيل لطلحة إنك قد غبنت، فقال لى الخيار لأنى اشتريت ما لم أره، وقيل لعثمان إنك قد غبنت، فقال لى الخيار لأنى بعت ما لم أره، فحكما بينهما جبير بن مطعم فقضى بالخيار لطلحة، وكان ذلك بمحضر من الصحابة۔"[14]

یہی عبارت بحر الرائق میں بھی بعینہ منقول ہے۔[15]

OPEN ACCESS

خلاصہ یہ ہے کہ خیارِ رؤیت شریعتِ اسلامی کا ایک عظیم اصول ہے جو صارف کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ فطری سہولت ان افراد کے لیے ہے جو چیز کی رؤیت کے بغیر معاملہ کرنے پر مجبور ہوں۔ موجودہ دور میں آن لائن خریداری، فاصلاتی تجارت، اور پیشگی معاہدات میں خیار رؤیت کا اصول صارف کو فریب، دھوکہ دہی اور ندامت سے بچانے میں نہایت مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

فقہ اسلامی میں 'خیارِ عیب' کا مفہوم

فقہ اسلامی میں خیار عیب سے مراد وہ اختیار ہے جو مشتری کو مبیع میں عیب ظاہر ہونے کی صورت میں بیع کو فسخ کرنے کے لیے دیا جاتا ہے۔ خیار عیب فقہائے احناف کے نزدیک ایک شرعی حق ہے، جو صارف کو تجارتی نقصان سے بچانے کے لیے دیا گیا ہے تاکہ وہ کسی عیب دار چیز کے بدلے اپنی رقم ضائع نہ کرے۔

عیب کی تعریف:

عیب کے لغوی معنی نقصان یا کمی کے ہیں۔ علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں عیب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والعيب ما تخلُو عنه الفطرةُ السليمةُ مما يُعَدُّ به ناقصاً۔"[16] ترجمہ: عیب وہ ہے جس سے صحیح فطرت خالی ہو، اور جس کے سبب کوئی چیز ناقص شمار کی جائے۔ اس تعریف کے مطابق وہ تمام داخلی یا خارجی نقص جن کی وجہ سے مبیع اپنی مکمل افادیت کھو دے یا کم کر دے، عیب شمار کیے جائیں گے۔ مثلاً کسی مشین میں پرزے کی خرابی، گاڑی میں پچھلا حصہ رنگ شدہ ہونا یا کپڑے میں چھوٹا سا سوراخ بھی عیب میں داخل ہوگا۔

خیار عیب کے معتبر ہونے کی شرائط:

1. عیب سودا کرتے وقت یا قبضے سے قبل موجود ہو: اگر عیب بیع کے بعد اور قبضے کے بعد ظاہر ہوا، تو خیار ثابت نہ ہوگا۔
2. مشتری کو عیب کا علم نہ ہو: اگر عقد یا قبضے کے وقت مشتری کو عیب کا علم تھا تو خیار ساقط ہو جائے گا۔
3. بائع کی طرف سے بری الذمہ ہونے کی شرط نہ ہو: اگر بائع نے پہلے ہی یہ شرط لگا دی ہو کہ وہ کسی بھی قسم کے عیب کا ذمہ دار نہیں، تو مشتری خیار کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

حکم خیار عیب:

خیار عیب کی موجودگی میں بیع تام تو ہو جاتی ہے، لیکن مشتری کے لیے بیع کو فسخ کرنے کا اختیار محفوظ رہتا ہے۔ اگر مشتری خیار کا استعمال کرے تو بیع منسوخ ہو جائے گی اور ملکیت کالعدم قرار دی جائے گی۔ یہ حکم فقہ حنفی میں صارف کے حقوق کی حفاظت کے لیے وضع کیا گیا ہے تاکہ کسی کے ساتھ تجارتی ظلم نہ ہو۔

ورثہ کے لیے خیار:

اگر مشتری نے مبیع خریدا اور بعد ازاں وفات پا گیا، تو خیار عیب کا اختیار اس کے ورثہ کو منتقل ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خیار عیب شخصی حق ہونے کے ساتھ ساتھ ترکہ میں شامل ہو کر ورثہ کو بھی منتقل ہو سکتا ہے۔

مثال:

ایک شخص نے آن لائن موبائل خریدا، جو بیان کے مطابق نیا تھا، لیکن وصولی پر معلوم ہوا کہ اس کی اسکرین میں لائنز ہیں۔ اگر یہ عیب بیع سے قبل موجود تھا اور بائع نے بری الذمہ ہونے کی شرط نہیں لگائی، تو مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے گاڑی خریدی اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں رنگ شدگی ہے جو ظاہر نہ کی گئی تھی، تو وہ بھی خیار عیب کے زمرے میں آتا ہے۔

فقہ اسلامی میں "خیار تعین" کا مفہوم

فقہ اسلامی میں لین دین اور معاملات کی شفافیت کو اولین درجہ حاصل ہے۔ ان میں سے ایک نہایت اہم اور باریک فقہی تصور "خیار تعین" ہے، جس کا تعلق خرید و فروخت میں فریقین کے درمیان وضاحت اور اعتماد کے قیام سے ہے۔

تعین کے لغوی معنی "معین کرنا" یا "امتیاز دینا" ہیں، جبکہ فقہی اصطلاح میں:

"وهو أن يبيع أحد العبدين أو الثلاثة، أو أحد الثوبين أو الثلاثة، على أن يأخذ المشتري واحدًا"[17]

ترجمہ: "یہ ہے کہ دو یا تین غلاموں یا دو یا تین کپڑوں میں سے کسی ایک کو اس شرط پر فروخت کیا جائے کہ خریدار ان میں سے ایک کو لے لے گا۔"

یہ صورت اس وقت پیش آتی ہے جب فروخت کنندہ (بائع) چند متعین اشیاء خریدار (مشتری) کے سامنے رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ ان میں سے ایک منتخب کر کے خریدو، تو یہاں خریدار کے پاس "اختیارِ تعین" ہوتا ہے۔

فقہائے احناف نے خیار تعین کی جائز حدود مقرر کی ہیں۔ قیمتی اشیاء (جن کا بدل قیمت ہو، مثلاً غلام، جانور) میں یہ اختیار صرف چار سے کم اشیاء کے لیے جائز ہے۔ "صحَّ خيارُ التعيينِ في القيمياتِ لا في المثلياتِ فيما دون الأربعة، ولا يصحُّ في الأربعة"

ترجمہ: "قیمتی اشیاء میں خیار تعین چار سے کم اشیاء میں درست ہے، مثلی اشیاء میں درست نہیں، اور چار میں بھی درست نہیں۔"

CC BY

(بحر الرائق، ج6، ص13)

مثلاً: اگر کوئی کہے کہ میں ان تین کپڑوں میں سے ایک خریدوں گا، تو یہ جائز ہے، لیکن اگر وہ چار کپڑوں میں سے کسی ایک کے انتخاب کا کہے، تو یہ فقہ حنفی کے مطابق جائز نہیں۔

مثلی و قیمی اشیاء کی تقسیم

1۔ قیمی اشیاء: جن کا بدل "قیمت" ہو (مثلاً نایاب کتاب، مخصوص گاڑی)۔

2۔ مثلی اشیاء: جن کا بدل "مثل" ہو (مثلاً گندم، چاول، ایک جیسی نئی کتابیں)۔

قیمی اشیاء میں خیار تعین درست ہے، لیکن مثلی اشیاء میں نہیں کیونکہ ان میں امتیاز ممکن نہیں مثال کے طور پر ایک شخص ایک دکان دار سے کہتا ہے: "مجھے یہ تین برانڈڈ پین میں سے کوئی ایک لینا ہے، کل تک فیصلہ کر کے بتاؤں گا" یہ صورت فقہ حنفی کے مطابق جائز ہے، بشرطیکہ تعداد تین سے زیادہ نہ ہو۔

خیار تعین کے ساتھ خیار شرط کا اجتماع

فقہاء نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ خیار تعین کے ساتھ خیار شرط کا اجتماع بھی ممکن ہے، بشرطیکہ فریقین اس پر راضی ہوں۔

خریدار نے دو کمبل خریدنے کے لیے دکاندار سے کہا کہ "میں ان میں سے ایک خریدوں گا، لیکن مجھے تین دن سوچنے کا وقت دو"۔ اب اگر وہ ایک کو واپس کر دے تو یہ خیار تعین ہے، اور دوسرے کو قبول کرے یا نہ کرے، یہ خیار شرط کہلائے گا۔

اگر خریدار مقررہ وقت میں کوئی تعین نہ کرے اور خاموش رہے تو فقہی اصول کے مطابق: "فإن سكت المشتري حتى مضت المدة سقط خيار التعيين و وجب تعيين واحد و رد الباقي"[18] ترجمہ: "اگر مشتری خاموش رہا حتی کہ مدت گزر گئی، تو خیار تعین ساقط ہو جائے گا اور ایک کو متعین کر کے باقی واپس کرنا لازم ہو گا۔"

اگر مبیع خریدار کے قبضے میں ہو اور وہ ہلاک ہو جائے تو وہی چیز مبیع قرار پائے گی اور خریدار کو اس کی قیمت ادا کرنی ہو گی۔ "إذا تلف أحد الشيئين في يد المشتري قبل التعيين، كان المتلف أمانة و الباقي مبيعًا"[19] ترجمہ: "اگر تعین سے پہلے دو چیزوں میں سے ایک مشتری کے ہاتھ میں ہلاک ہو جائے تو وہ امانت شمار ہو گی اور باقی مبیع ہو گی۔"

وراثت اور خیار تعین

اگر مشتری کے مرنے سے پہلے خیار تعین کی مدت باقی ہو تو یہ حق اس کے ورثاء کو منتقل ہوتا ہے:

الخيارُ لا يورثُ إلا فی التعيين، لأن التعيين حق مالكی يرجع إلی تمييز المُلك لا إلی الإنشاء[20]

ترجمہ: "خیار وراثت میں منتقل نہیں ہوتا مگر تعین میں، کیونکہ تعین مالکیت کے امتیاز سے متعلق ہے نہ کہ نئے عقد کے اجراء سے۔"

فقہ اسلامی کا نظام نہایت باریک بین اور حکیمانہ ہے، جو محض ظاہر پر فیصلہ نہیں کرتا بلکہ نیت، ضرورت، اور عرف کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ خیار تعین اس کی ایک درخشاں مثال ہے جو خرید و فروخت کے پیچیدہ معاملات میں فریقین کو سہولت، تحفظ، اور اعتماد فراہم کرتا ہے۔

آن لائن کمپنیوں کی تجارت کا حکم اور خیار رؤیت، شرط، عیب، تعین کا اطلاقی جائزہ

خرید و فروخت خواہ روایتی بازاروں میں ہو یا جدید آن لائن نظام کے تحت، شریعتِ اسلامیہ کے اصول ہر زمانے اور ہر طریقے پر یکساں لاگو ہوتے ہیں۔ اس لیے آن لائن خرید و فروخت بھی اسی صورت میں جائز اور حلال سمجھی جائے گی جب وہ شریعت کے طے کردہ اصولوں کے مطابق ہو، چاہے وہ خریداری موبائل ایپ کے ذریعے ہو، ویب سائٹ کے ذریعہ یا ای-کامرس پلیٹ فارم کے توسط سے۔

1. **بیچنے والی چیز کا حلال ہونا:** آن لائن خریداری کا پہلا اور بنیادی اصول یہ ہے کہ وہ چیز جو بیچی جا رہی ہے، وہ شرعاً حلال ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا"[21] ترجمہ: اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إذا حرّم الله شيئاً حرّم ثمنه"[22]

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حرام کرتے ہیں تو اس کی قیمت بھی حرام کر دیتے ہیں۔

2. **فریقین کی رضامندی:** اسلامی بیع میں فریقین کی باہمی رضامندی شرط ہے۔ آن لائن خریداری میں بھی بائع اور مشتری کی آزادانہ رضامندی ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: إنما البيع عن تراضٍ"[23] ترجمہ: بیع باہمی رضامندی سے ہی ہوتی ہے۔

3۔ **بیچی جانے والی چیز کی ملکیت و قبضہ:** آن لائن کاروبار میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بائع کے پاس فروخت کی جانے والی چیز نہ خود ملکیت میں ہوتی ہے، نہ قبضہ میں۔ محض تصاویر یا اشتہار دکھا کر فروخت کی جاتی ہے۔ یہ صورت شرعاً ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا تبع ما ليس عندك"[24] ترجمہ: جو چیز تمھارے پاس نہ ہو، اُسے مت بیچو۔ اسی طرح دوسری روایت میں فرمایا: "من ابتاع طعامًا فلا يبعه حتى يستوفيه"[25] ترجمہ: جو شخص کھانے کی چیز خریدے، وہ اس وقت تک آگے نہ بیچے جب تک اسے مکمل طور پر حاصل نہ کر لے۔

4. جدید خیار: آن لائن بیع میں فقہی اطلاق

آن لائن خریداری میں اکثر خریدار نے چیز کو صرف تصویر میں دیکھا ہوتا ہے۔ خریداری کے بعد جب چیز اصل میں موصول ہوتی ہے تو اس کے رنگ، سائز، معیار یا وزن میں فرق محسوس ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر شریعت نے خریدار کو کئی خیار دیے ہیں:

OPEN ACCESS

(الف)خیارِ رؤیت: یعنی چیز دیکھنے کے بعد اگر وہ پسند نہ آئے تو بیع فسخ کی جا سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"من اشترى شيئاً لم يره فله الخيار إذا رآه"[26] ترجمہ: جو شخص کوئی چیز بغیر دیکھے خریدے، تو جب وہ دیکھے تو اسے اختیار ہے۔

اور امام شافعی کے خلاف جمہور ائمہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے، بشرطیکہ بعد میں رؤیت پر خیار حاصل ہو۔

(ب)خیارِ شرط: یعنی بیع میں یہ شرط رکھی جائے کہ خریدار یا بائع کو مخصوص مدت (مثلاً تین دن) تک بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

"خِيَارُ الشَّرْطِ جَائِزٌ فِي الْبَيْعِ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي، وَلَهُمَا الْخِيَارُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ"[27]

ترجمہ: بیع میں بائع و مشتری دونوں کے لیے خیار شرط جائز ہے اور وہ تین دن یا اس سے کم ہو۔

آن لائن خریداری میں جب خریدار کو چیز ملنے کے بعد تین دن کے اندر اسے واپس کرنے کا حق دیا جاتا ہے، تو یہ خیار شرط کے ضمن میں آتا ہے۔

(ج)خیارِ عیب: اگر چیز میں عیب نکلے جو خریداری کے وقت معلوم نہ تھا، تو خریدار کو بیع فسخ کرنے کا شرعی حق حاصل ہے۔ فقہی قاعدہ ہے:

"العيب ما تخلو عنه الفطرة السليمة مما يُعدُّ به ناقصاً"[28]

ترجمہ: عیب وہ ہے جس سے صحیح فطرت خالی ہو اور جس کے باعث چیز ناقص شمار کی جائے۔

آج کل آن لائن خریدی گئی اشیاء جیسے موبائل فون، برقی آلات یا کپڑوں میں خرابی یا نقص پایا جائے، تو خیار عیب کے تحت خریدار چیز واپس کر سکتا ہے۔

(د)خیارِ تعیین: آن لائن فروخت میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک سے زائد اقسام کی چیزیں (مثلاً رنگ، سائز یا ماڈل) پیش کی جاتی ہیں اور خریدار کو ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔

"هو أن يبيع أحد العبدين أو الثلاثة... على أن يأخذ المشتري واحدًا"[29]

ترجمہ: خیار تعیین یہ ہے کہ دو یا تین چیزوں میں سے کسی ایک کو خریدار لے لے۔

5. جواز کی جائز صورتیں

1. بائع خریدار سے واضح کرے کہ چیز اس کی ملکیت میں نہیں، لیکن وہ خرید کر فروخت کرے گا۔
2. دکان دار سے اجازت حاصل ہو کہ اس کی اشیاء کو آن لائن بیچا جائے۔
3. دلالی (بروکری) کے طور پر اجرت پر چیز خریدار تک پہنچائی جائے۔
4. قبضہ معنوی حاصل ہو اور خریدار کو واضح کر دیا جائے۔

آن لائن خریداری اگر شرعی اصولوں کے ساتھ ہو تو نہ صرف جائز ہے بلکہ صارفین کے لیے آسانی بھی فراہم کرتی ہے۔ شریعت نے جدید تجارت کو مسترد نہیں کیا بلکہ اُس کے لیے اخلاقی، فقہی اور قانونی حدود قائم کی ہیں جن کے تحت آن لائن خریدار کو خیار رؤیت، خیار شرط، خیار عیب اور خیار تعیین جیسے حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں ایمازون، علی بابا، دراز، اور علی ایکسپریس جیسی کمپنیوں سے تجارت درست ہے، بشرطیکہ ان تقاضوں کا لحاظ رکھا جائے۔

آن لائن ایپس کے ذریعہ سامان کی خرید و فروخت اور چاروں خیارات کا شرعی تجزیہ

جدید تجارتی دنیا میں آن لائن خرید و فروخت کی Online, E-Commerce رفتار اور مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے۔ پاکستان سمیت پوری دنیا میں ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے لوگ گھر بیٹھے اشیاء آرڈر کرتے اور وصول کرتے ہیں۔ اس سہولت کے ساتھ کچھ شرعی اشکالات بھی پیدا ہوتے ہیں جن پر تفصیلی روشنی ڈالنا ضروری ہے، خصوصاً فقہی خیارات Option Sale کے تناظر میں۔

واضح رہے کہ شریعتِ مطہرہ میں خرید و فروخت کی ایک لازمی شرط یہ ہے کہ بیچنے والا (بائع) جس چیز کو فروخت کر رہا ہو، وہ چیز اس کی ملکیت اور قبضے میں موجود ہو۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ" ترجمہ: "جو چیز تمھارے پاس نہ ہو، اُسے مت بیچو۔"

(سنن ترمذی، کتاب البیوع)

آن لائن فروخت کی مروجہ صورت:

عملاً آن لائن ایپس میں یہ ہوتا ہے کہ بیچنے والا کسی اور کمپنی مثلاً Draz کی ویب سائٹ سے اشیاء کی تصاویر لے کر ان پر نفع شامل کر کے انہیں آگے فروخت کرتا ہے۔ خریدار جب آرڈر دیتا ہے، تب جا کر وہ بیچنے والا اصل کمپنی سے وہ چیز خریدتا ہے اور صارف کو ڈیلیور کر دیتا ہے۔ یہ صورت شرعاً ممنوع ہے کیونکہ فروخت کے وقت نہ وہ چیز اس کی ملکیت میں ہوتی ہے، نہ اس کے قبضے میں۔

درست شرعی صورت اور فقہی خیارات کا اطلاق:

1. **خیارِ رؤیت (اختیارِ معائنہ)** جب خریدار صرف تصویر دیکھ کر آن لائن چیز خریدے، تو شرعاً اسے "خیارِ رؤیت" حاصل ہوگا۔ یعنی جب وہ چیز حقیقی طور پر اس کے سامنے آئے اور اگر وہ اشتہاری وضاحت کے مطابق نہ ہو تو خریدار کو اختیار ہے کہ وہ اسے واپس کر دے۔

CC BY

اس سے معلوم ہوا کہ تصاویر یا ویڈیوز دیکھ کر خریداری کرنا "رویت" کے قائم مقام نہیں بن سکتا، کیونکہ تصویر عکس ہوتی ہے، عین (اصل) نہیں
معاصر مثال: ایک کسٹمر نے آن لائن جوتے خریدے، تصویر میں رنگ سرخ تھا، مگر جو جوتے آئے وہ گہرے کتھئی نکلے۔ اس صورت میں خریدار کو خیارِ رؤیت حاصل ہے۔

2. خیار عیب (عیب کی بنیاد پر فسخ کا حق) اگر خریدار کو کوئی چیز ڈیلیور ہونے کے بعد اس میں ایسا عیب معلوم ہو جائے جو سودا کرتے وقت اس کے علم میں نہ تھا، تو وہ بیع فسخ کر سکتا ہے. اگر کسی نے موبائل فون خریدا اور ڈیلیوری پر پتہ چلا کہ اس کا کیمرہ خراب ہے یا بیٹری ڈیڈ ہے، تو خریدار کو خیارِ عیب حاصل ہے اور وہ چیز واپس کر سکتا ہے۔

3. خیارِ شرط (مدت کے اندر فسخ یا قبول کا اختیار)

اگر خریدار اور بائع باہم یہ شرط طے کر لیں کہ خریدار کو خریدی گئی چیز میں چند دن سوچنے اور فیصلہ کرنے کا وقت ملے گا (مثلاً 3 دن)، تو یہ خیارِ شرط کہلاتا ہے اور شرعاً جائز ہے۔
معاصر اطلاق: بہت سی ویب سائٹس 3 سے 7 دن کی "ریٹرن پالیسی" دیتی ہیں، جو خیارِ شرط کے فقہی اصول کے مطابق جائز ہے، بشرطیکہ یہ معاہدے میں شامل ہو۔

. **خیارِ تعین (انتخاب کا اختیار)** یہ اختیار اس وقت ہوتا ہے جب بیچنے والا دو یا تین اشیاء میں سے کسی ایک کے انتخاب کا حق خریدار کو دے۔
معاصر مثال: کسی ویب سائٹ پر موبائل فون تین رنگوں (سیاہ، نیلا، سفید) میں موجود ہے۔ کسٹمر "بعد میں انتخاب" کا آپشن منتخب کرتا ہے۔ خیارِ تعین کے تحت جب وہ ایک رنگ منتخب کر کے باقی چھوڑ دیتا ہے تو شرعاً یہ درست ہے۔

خلاصہ اور جدید اطلاقی نتیجہ:

1. اگر آن لائن بیچنے والا صرف تصاویر پر اشیاء بیچے، جو اس کی ملکیت یا قبضے میں نہ ہوں، تو یہ بیع جائز نہیں۔
2. درست طریقہ یہ ہے کہ: یا تو بائع پہلے چیز خریدے اور پھر آگے فروخت کرے (قبضے کے بعد)۔ یا وہ بروکری کی بنیاد پر اجرت طے کرے، یہ شرعاً درست ہے۔
3. ہر خریدار کو تصویر دیکھ کر خریداری پر خیارِ رؤیت حاصل ہو گا۔
4. اگر چیز میں کوئی عیب نکل آئے تو خیارِ عیب کی بنیاد پر واپس کی جا سکتی ہے۔
5. اگر خریدار کو شرطی طور پر وقت دیا گیا ہو (مثلاً 3 دن) تو وہ اس مدت میں خرید و فروخت رد یا قبول کر سکتا ہے —
6. خیارِ شرط اگر بائع دو یا تین اشیاء میں سے ایک کا انتخاب خریدار پر چھوڑے تو یہ خیارِ تعین ہے اور جائز ہے۔

خیارِ رؤیت اور معاصر ای-کامرس

معاصر دنیا میں خریدار اکثر آن لائن خریداری کے ذریعے چیزیں حاصل کرتے ہیں، جہاں خریدار چیز کو دیکھے بغیر صرف تصویر یا تفصیل پر اعتماد کرتا ہے۔ جب موصول ہونے والی چیز اس کی توقع سے مختلف نکلتی ہے، تو شریعت خریدار کو خیارِ رؤیت کے تحت بیع فسخ کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ علامہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں: فله خيار الرؤية، و هذا ينطبق على المبيعات عبر الإنترنت[30] ترجمہ": خریدار کو خیارِ رؤیت حاصل ہے، اور یہ آن لائن فروخت کی اشیاء پر بھی لاگو ہوتا ہے"

ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن خیارِ رؤیت کو ای-کامرس کے تناظر میں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

آن لائن بیع میں خریدار کو بیع کی تکمیل کے بعد، رؤیت کے بعد فسخ کا حق ہونا چاہیے[31]

اسی طرح ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں: يجوز للإنسان أن يشترط رؤية المبيع ...و إن لم يرض، فله الفسخ[32]"

ترجمہ": آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ چیز کو دیکھنے کی شرط رکھے، اور اگر ناپسند ہو تو بیع فسخ کر دے"

مفتی محمد تقی عثمانی بھی اس اصول کی تائید کرتے ہیں": اگر مال بغیر رؤیت خریدا گیا اور بعد میں ناپسند نکلا، تو بیع فسخ کرنے کا حق حاصل ہے[33]"

مثال: Amazon یا Daraz جیسے پلیٹ فارمز سے خریدا گیا مال اگر موصول ہونے کے بعد مختلف یا ناقص نکلے، تو خریدار کو شریعت کی رو سے بیع فسخ کرنے کی اجازت ہے۔

📌خلاصہ: خیارِ رؤیت آن لائن خریداری کے معاملات میں خریدار کو اس بات کا اختیار دیتا ہے کہ وہ رؤیت کے بعد اگر چیز ناپسند کرے تو بیع فسخ کر دے۔ یہ شریعت کی ایک لچکدار، انصاف پسند اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ اصول ہے۔

خیارِ عیب اور صارف تحفظ

اگر خریدی گئی چیز میں ایسا نقص موجود ہو جو بیع کے وقت چھپا ہوا ہو اور خریدار کو معلوم نہ ہو، تو خیارِ عیب کے تحت خریدار بیع کو منسوخ کر سکتا ہے۔ آج کی صارف تحفظ پالیسیز اسی خیار کی عملی توسیع ہیں۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

"إذا وجد المشترى عيباً ...كان له الحق فى الرد، و يطابق القوانين الحديثة لحماية المستهلك[34]"

ترجمہ": اگر خریدار کو بعد میں عیب معلوم ہو تو اسے مال واپس کرنے کا شرعی حق حاصل ہے، اور یہ جدید صارف قوانین کے مطابق ہے

ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں: جدید قوانین میں Defective Product کی واپسی کا حق خیارِ عیب کی فقہی جڑ رکھتا ہے"ا[35] علامہ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں:

فله الحق أن يردّه ...و يطابق قوانين حماية المستهلك"[36]

ترجمہ ":خریدار کو چیز واپس کرنے کا حق حاصل ہے، اور یہ صارف تحفظ قوانین سے مطابقت رکھتا ہے[5](

🛒مثال :کسی خریدار نے لیپ ٹاپ خریدا، جو دو دن بعد خود بخود بند ہونے لگا۔ کمپنی کی طرف سے دی گئی وارنٹی میں یہ شامل ہے کہ وہ پروڈکٹ یا تو تبدیل کی جائے گی یا مرمت کی جائے گی — یہ خیارِ عیب کی عملی تطبیق ہے۔

📌خلاصہ یہ ہے خیارِ عیب خریدار کو تحفظ فراہم کرتا ہے کہ اگر مال عیب دار نکلے تو وہ معاہدہ فسخ کر سکتا ہے۔ جدید قوانین جیسے "Consumer Protection Acts" اور کمپنیوں کی وارنٹی اسکیمیں اسی اصول کی جدید تعبیریں ہیں۔

.3**خیارِ شرط اور Return Policies** خیارِ شرط وہ فقہی اختیار ہے جس میں فریقین بیع کے وقت طے کرتے ہیں کہ مخصوص مدت تک انہیں بیع کو ختم کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ آج کے تجارتی نظام میں یہ اصول Return & Trial Policies کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔مفتی تقی عثانی فرماتے ہیں:ریٹرن کی سہولت دراصل خیارِ شرط کی فقہی بنیاد ہے، بشرطیکہ شرط معاہدے میں مذکور ہو"[37]

اعجاز الرحمٰن اور مجاہد القاسمیؒ بھی خیارِ شرط کو Return Policy کی فقہی جڑ قرار دیتے ہیں[38]

🛒مثال: Noon، Daraz یا Flipkart جیسی ای کامرس کمپنیاں "7 days no-question return" دیتی ہیں، جو خیارِ شرط کی جدید تجارتی تعبیر ہے۔

📌خلاصہ :خیارِ شرط خریدار و فروخت کنندہ کو غور و فکر، آزمائش، اور واپس کرنے کے حق کا شرعی ذریعہ فراہم کرتا ہے۔ جدید ریٹرن پالیسیاں اسی فقہی اصول کی عصری توسیع ہیں، جو اسلامی شریعت کی عدل و توازن کی خصوصیت کو ظاہر کرتی ہیں۔

.4**خیارِ تعین اور Deferred Selection** خیارِ تعین اس وقت لاگو ہوتا ہے جب بیچنے والے کے پاس کئی مشابہ اشیاء ہوں اور خریدار بعد میں کسی ایک چیز کو متعین کرے۔ جدید تجارت میںcustom-made products، car bookings، یا fashion orders میں یہ خیار قابلِ اطلاق ہوتا ہے۔مفتی تقی عثانی لکھتے ہیں:جب خریدار کسی ماڈل یا قسم کا تعین بعد میں کرے، تو خیارِ تعین حاصل ہوتا ہے، بشرطیکہ تعین قبل القبض ہو"[39]مثال :کسی خریدار نے گاڑی کا آرڈر بک کروایا، اور ڈیلر نے اسے اختیار دیا کہ وہ بعد میں رنگ اور ماڈل منتخب کرے — شریعت میں یہ خیارِ تعین کی صورت ہے۔

📌خلاصہ :خیارِ تعین خریدار کو تخصیص کا حق دیتا ہے۔ جدید خریداری میں جہاں تعین مؤخر ہوتا ہے، وہاں یہ خیار شرعی طور پر تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی قانون نہ صرف واضح ہے بلکہ معاشی پیچیدگیوں سے نمٹنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

بازارِ حصص میں اختیار کا جدید مفہوم: ایک فقہی و اقتصادی تجزیہ

اسلامی شریعت میں "اختیار" کا مفہوم وہی ہے جو فقہی کتب میں خیار کی اقسام کے تحت بیان کیا گیا ہے، یعنی بیع کے بعد کسی فریق کو عقد مکمل کرنے یا فسخ کرنے کا ایک محدود حق دیا جاتا ہے تاکہ خرید و فروخت میں اطمینان، عدل اور فریقین کے حقوق کا تحفظ ممکن ہو۔ خیارِ شرط، خیارِ عیب، خیارِ رویت وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ ان میں کسی قسم کی مالی لین دین کی گنجائش نہیں ہوتی اور نہ ہی ان اختیارات کو کسی اور کو منتقل کیا جا سکتا ہے۔

تاہم جدید سرمایہ دارانہ مالیاتی نظام میں اختیار کا تصور اس فقہی مفہوم سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں اختیار بذاتِ خود ایک مالیاتی جنس ہے، جسے نہ صرف خریدا اور بیچا جا سکتا ہے بلکہ اس کے ذریعے محض قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے نفع کمایا جاتا ہے، بغیر اس کے کہ اصل مال کی خرید و فروخت مقصود ہو۔

جدید مالیاتی تصور:

معاصر ماہرینِ اقتصادیات اختیار کو یوں بیان کرتے ہیں:

"قد يخول لحامله الحق ببيع أو شراء أوراق مالية أو سلع معينة بسعر معين طيلة فترة زمنية معينة

یعنی یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو حاملِ اختیار کو ایک مخصوص مدت کے دوران مقررہ قیمت پر کسی مالیاتی کاغذ یا معینہ مال کی خرید یا فروخت کا حق دیتا ہے

اس اختیار کے بدلے ایک متعین فیس لی جاتی ہے، اور یہی فیس اس پورے عقد کو ایک مالیاتی کاروبار کی شکل دیتی ہے۔ اس عقد میں دو فریق ہوتے ہیں:

1. **مشتری الاختیار**: وہ شخص جو فیس دے کر کسی مال کو مخصوص مدت اور قیمت پر خریدنے یا بیچنے کا حق حاصل کرتا ہے۔

2. **محرر الاختیار** وہ شخص جو فیس لے کر یہ حق فراہم کرتا ہے۔ اس عقد میں مشتری کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ معاہدہ مکمل کرے یا نہ کرے، لیکن محرر کو یہ اختیار نہیں ہوتا۔ اگر مشتری خریدنے یا بیچنے کی نیت کرے تو محرر اس کی شرائط کا پابند ہوتا ہے۔

ملکیت کی شرط:

اختیار دہندہ(Writer) کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ مال پہلے سے اس کی ملکیت میں رکھتا ہو۔ اگر مال اس کے پاس موجود نہ ہو تو اسے (خیارِ مکشوف) کہتے ہیں، اور اگر موجود ہو تو اسے (خیارِ مغطی) کہتے ہیں۔ پہلی صورت فقہی طور پر ممنوع ہے کیونکہ یہ "بیع مالا یملک" کے زمرے میں آتی ہے۔

CC BY

اختیار کی اقسام

اختیار کی دو بنیادی اقسام ہوتی ہیں:

خریداری اختیار: اس میں مشتری کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مقررہ قیمت پر مخصوص مدت میں مال خرید لے۔

فروختگی اختیار: اس میں مشتری کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مقررہ قیمت پر مخصوص مدت میں مال فروخت کر سکے۔

خریداری اختیار کی مثالیں

مثال 1: فرض کریں کسی کمپنی کے ایک شیئر کی قیمت 100 روپے ہے۔ 'الف' سمجھتا ہے کہ ایک ماہ میں اس کی قیمت گر جائے گی جبکہ 'ب' کا خیال ہے کہ قیمت میں اضافہ ہو گا۔ 'ب'، 'الف' کو 5 روپے فی شیئر فیس دے کر یہ اختیار حاصل کرتا ہے کہ وہ ایک مہینے کے اندر اندر 100 روپے میں یہ شیئر خرید سکے گا۔

اب یہاں تین ممکنہ صورتیں سامنے آسکتی ہیں:

1. اگر ایک ماہ میں قیمت 106 روپے ہو جاتی ہے، تو 'ب' اختیار استعمال کرے گا اور 'الف' سے 100 روپے میں شیئر خرید کر مارکیٹ میں بیچ دے گا، اور 6 روپے فی شیئر منافع حاصل کرے گا۔ اگرچہ اس نے 5 روپے فیس دی، تب بھی اسے فی شیئر 1 روپے منافع ہو گا۔ 2

. اگر قیمت 90 روپے ہو جاتی ہے تو 'ب' اختیار استعمال نہیں کرے گا بلکہ بازار سے خرید لے گا۔ یوں اسے 5 روپے فیس کا نقصان ہو گا، جو 'الف' کا منافع بن جائے گا۔

3. اگر قیمت 103 ہو جائے تو 'ب' شیئر خرید کر مارکیٹ میں بیچے گا، اور 3 روپے کا فائدہ کمائے گا، لیکن فیس کی وجہ سے اس کا خالص نقصان 2 روپے ہو گا۔ لیکن وہ نقصان فیس نہ دینے کی صورت میں 5 روپے ہو سکتا تھا، اس لیے وہ کم نقصان برداشت کرتا ہے۔

مثال 2: 'الف' نے تین ماہ بعد ایک ہزار ڈالر ادا کرنے ہیں۔ ڈالر کی قیمت 80 روپے ہے۔ اگر وہ ابھی خریدلیتا ہے اور قیمت گر جاتی ہے تو نقصان ہوتا ہے، اگر بعد میں خریدتا ہے اور قیمت بڑھ جاتی ہے تو بھی نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے وہ 'ب' کو 1 روپے فی ڈالر فیس دے کر یہ اختیار لیتا ہے کہ وہ تین ماہ کے اندر 80 روپے میں ڈالر خرید سکتا ہے۔ اگر قیمت بڑھ گئی تو وہ اختیار استعمال کرے گا، ورنہ بازار سے سستے دام میں خرید لے گا۔

فروختگی اختیار کی مثالیں: فرض کریں 'الف' کے پاس ایک شیئر ہے، قیمت 50 روپے ہے۔ اسے اندیشہ ہے کہ قیمت کم ہو جائے گی۔ وہ 'ب' کو 1 روپے فیس دے کر یہ حق لیتا ہے کہ وہ ایک ماہ کے اندر 50 روپے میں اسے بیچ سکتا ہے۔ اگر قیمت 40 ہو گئی تو 'الف' 50 میں بیچ کر 9 روپے کا فائدہ لے گا (1 روپے فیس منہا کرنے کے بعد)۔ اگر قیمت 55 ہو گئی تو وہ اختیار استعمال نہیں کرے گا اور مارکیٹ میں بیچ کر 4 روپے کا منافع حاصل کرے گا۔

فتاویٰ جات:

مجمع الفقہ الإسلامي الدولي–جدہ

(قرارداد نمبر: 63، اجلاس نمبر: 7، 1412ھ / 1992ء)

"عقود الخيارات كما تجري اليوم في الأسواق المالية العالمية ليست من قبيل عقود المعاوضات المالية المشروعة، لأن موضوع العقد ليس مالاً ولا منفعة ولا حقاً مالياً يمكن معاوضته، وعقدها يتضمن الغرر الفاحش، ولذلك فهي غير جائزة شرعاً."[40]

ترجمہ: "آپشن معاہدات جیسا کہ آج کل عالمی مالیاتی بازاروں میں رائج ہیں، شرعی مالی معاوضہ والے معاہدات میں شامل نہیں، کیونکہ ان معاہدات کا موضوع نہ کوئی مال ہوتا ہے، نہ منفعت، اور نہ ہی ایسا مالی حق جس کا معاوضہ لیا جا سکے۔ نیز، یہ معاہدے شدید غرر (غیر یقینی) پر مشتمل ہوتے ہیں؛ اس لیے یہ شرعاً جائز نہیں ہیں۔"

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کا فتویٰ: آپشن ٹریڈنگ کا شرعی حکم

آپشن کی خرید و فروخت فی نفسہ ایک مالی حق یا عوض نہیں ہے بلکہ یہ ایک احتمال پر مبنی حقِ خریداری ہے، جس پر قیمت لینا شریعت میں درست نہیں۔ نیز اس میں بے یقینی (غرر)، جوا (قمار) اور بیع مالا یملک (ایسی چیز کی بیع جو بیچنے والے کی ملکیت میں نہیں) جیسے امور پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا موجودہ شکل میں آپشن کی خرید و فروخت شرعی لحاظ سے ناجائز اور حرام ہے۔[41]

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، انڈیا

فتویٰ نمبر 1275/1004/D کے مطابق:

اختیارات (Options) کا کاروبار شریعت میں ناجائز ہے کیونکہ اس میں نہ اصل مال کی ملکیت ہے، نہ قبضہ، اور نہ ہی عقد کی قطعیت بلکہ یہ سٹے بازی ہے۔[42]

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

حضرت مفتی صاحب نے اپنی کتاب معاشی مسائل اور مختلف فتاویٰ میں فرمایا:

آپشن کا معاہدہ وعدۂ بیع ہوتا ہے، جو کہ فیس (Premium) کے ساتھ مشروط ہو تو ناجائز ہو گا۔ یہ وعدہ، غرر، اور مالی جھگڑوں کا سبب بن سکتا ہے۔[43]

CC BY

شرعی حکم: شریعت کے مطابق اختیار (خیار) ایک حقِ فسخ یا قبول ہے جس کا کوئی مالی معاوضہ نہیں ہوتا، نہ ہی یہ فروخت کیا جا سکتا ہے۔ جدید مالیاتی نظام میں اختیار ایک باقاعدہ مال سمجھا جاتا ہے جسے فروخت کیا جا سکتا ہے، جس پر معاوضہ لیا جاتا ہے اور جو قیاس پر مبنی منافع کا ذریعہ بنتا ہے۔

یہ صورت فقہی طور پر درج ذیل قباحتوں پر مشتمل ہے:

1. غرر (غیر یقینی): خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کو علم نہیں ہوتا کہ اختیار استعمال ہو گا یا نہیں۔

2. قمار (جوا): اس عقد کا مقصد صرف قیمتوں کی تبدیلی سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، نہ کہ مال کا حقیقی تبادلہ۔

3. بیع مالا یملک: بعض اوقات اختیار ایسی چیز پر دیا جاتا ہے جو محرر کے پاس موجود نہیں ہوتی۔

شبہات اور ان کا ازالہ

1: یہ بیعانہ جیسا ہے: بیعانہ وہ رقم ہے جو عقد کی سنجیدگی ظاہر کرنے کے لیے دی جاتی ہے، اگر عقد مکمل ہو جائے تو وہ رقم قیمت کا حصہ بن جاتی ہے۔ لیکن آپشن فیس قیمت کا حصہ نہیں بنتی۔ بیعانہ میں نیت خریداری کی ہوتی ہے، جبکہ آپشن صرف قیاسی منافع کے لیے لیا جاتا ہے۔

2: یہ وعدہ ہے: وعدۂ بیع شریعت میں ایک نیکی ضرور ہے، لیکن اس پر فیس لینا ناجائز ہے۔ جبکہ آپشن ایک معاوضے والا عقد ہے، اس لیے یہ وعدے کے زمرے میں نہیں آتا۔

3: یہ خیارِ شرط جیسا ہے: خیارِ شرط کے لیے کوئی الگ معاوضہ یا عقد نہیں ہوتا، جبکہ آپشن میں باقاعدہ معاہدہ، فیس، اور خرید و فروخت کی نیت شامل ہوتی ہے۔ اس لیے دونوں میں واضح فرق ہے۔

نتائج

۱۔ خیار کی چاروں اقسام (عیب، رؤیت، شرط، تعین) آن لائن اور جدید تجارت میں مؤثر طور پر قابلِ اطلاق ہیں۔

۲۔ آن لائن تجارت میں اگر ملکیت، قبضہ اور رضامندی کی شرائط پوری نہ ہوں تو یہ بیع شرعاً ناجائز ہو سکتی ہے۔

۳۔ جدید مالیاتی آپشن (Option) کا فقہی خیار سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ معاملہ غرر، قمار اور بیع مالا یملک پر مشتمل ہوتا ہے۔

۴۔ اشتہار یا تصویر دکھا کر ایسی چیز فروخت کرنا جو بائع کی ملکیت یا قبضے میں نہ ہو، شرعاً ممنوع ہے۔

۵۔ جدہ فقہ اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم کراچی اور دیگر معتبر ادارے جدید اختیار (Options) کو ناجائز قرار دے چکے ہیں۔

سفارشات

۱۔ اسلامی مالیاتی ادارے خیار کی بنیاد پر شرعی ماڈلز تیار کریں تاکہ آن لائن تجارت میں سہولت میسر ہو۔

۲۔ آپشن ٹریڈنگ جیسے قیاسی نظام کا متبادل شرعی بنیادوں پر تیار کیا جائے جو عدل و مساوات پر مبنی ہو۔

۳۔ خریدار اور فروخت کنندہ کو خیارِ رؤیت و عیب کے حقوق سے آگاہی دی جائے تاکہ معاملات میں شفافیت آئے۔

۴۔ آن لائن ایپس اور ویب سائٹس پر بیع سے پہلے ملکیت و قبضہ کی شرائط کو لاگو کرنے کے لیے واضح ہدایات دی جائیں۔

۵۔ جامعات اور مدارس میں فقہ المعاملات کے جدید ابواب کو نصاب میں شامل کر کے عملی تربیت دی جائے۔

حوالہ جات

[1] القرآن، البقرہ2:275

[2] القرآن، البقرہ2:198

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، (م:256ھ)، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان، مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور 1970ء حدیث نمبر 2079

[4] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، (970ھ) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط1، مطبع 1417ھ، جلد6 ص126

[5] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد4، بیروت: دار المعرفۃ، 1959، ص353

[6] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد5، ص140

[7] الفیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر فی غریب شرح الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط1، مطبع 1414ھ، جلد1، صفحہ 114

CC BY

[8] مرغینانی، برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی، (متوفی:593ھ)، الھدایۃ، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، جلد 3، ص52

9. مولانا شیخ نظام الدین البلخی، وجماعۃ من علماء الھند الاعلام، اکوڑہ خٹک: مکتبہ علمیہ، الفتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ، س ن، جلد 3، ص38

[10] کاسانی، امام علاء الدین ابی بکر ابن مسعود، الحنفی، (متوفی:587ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1986، جلد7، ص21

[11] ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998ء جلد5، ص210-211

[12] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الاجارۃ، تحقیق محمد محی الدین بن عبد الحمید بیروت: االمکتبۃ العلمیہ، طبع 2009ء حدیث 3458

[13] ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، جلد5، ص210

[14] المرغینانی، برہان الدین، الہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، ، قاہرہ: دار الحدیث، 2005ء جلد 3، ص114

[15] البحر الرائق، ابن نجیم، جلد6، ص156

[16] ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، جلد6، ص37

[17] البحر الرائق، ابن نجیم، جلد6، ص13

[18] شامی، محمد امین بن عبد العزیز ابن عابدین، رد المحتار، علی الدر المختار، قاہرہ: مکتبہ مصطفیٰ البابی 1996ء، جلد5، ص205،

[19] علاء الدین کاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، جلد5، ص180

[20] عبد العزیز البخاری، کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ، دار الکتب العلمیہ، بیروت ، جلد4، ص245

[21] القرآن، سورۃ البقرہ، 2:275

[22] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، حدیث 3488

[23] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، بیروت: داراحیاء العربیہ، طبع 1952ء، حدیث نمبر 2185

[24] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، سنن ترمذی، کتاب البیوع، بیروت: دارالغرب الاسلامی طبع 1998ء، حدیث 1232

[25] البخاری، محمد بن اسماعیل کتاب البیوع، حدیث 2133

[26] بن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، جلد6، ص38

[27] المرغینانی، الھدایۃ، جلد3، ص38

[28] ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، جلد6، ص39

[29] ابن نجیم، البحر الرائق، جلد6، ص4 4

[30] القرضاوی، یوسف بن المصطفیٰ، بیع الغرر واثرہ فی العقود فی فقہ الاسلامی بیروت: ناشر موسسۃ الرسالہ، 1997، جلد1، ص425

[31] اعجاز الرحمٰن، اسلامی فقہ میں خیار کی اقسام اور ان کا جدید مالیاتی اداروں پر اطلاق، اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، 2012ء ص112

[32] الذحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ، مکتبہ دار الفکر، دمشق، 2006 ، جلد5، ص3667

[33] عثمانی، محمد تقی، بیع وشراء کے جدید مسائل، کراچی، مکتبہ دار العلوم، 2008 ص208

[34] الذحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد5، ص3669

[35] اعجاز الرحمٰن، اسلامی فقہ میں خیار کی اقسام اور ان کا جدید مالیاتی اداروں پر اطلاق، ص116

[36] القرضاوی، یوسف بن المصطفیٰ، بیع الغرر واثرہ فی العقود فی فقہ الاسلامی، 47

CC BY

[37] عثمانی، محمد تقی، بیع وشراء کے جدید مسائل، ص220

[38] اعجاز الرحمٰن، اسلامی فقہ میں خیار کی اقسام اور ان کا جدید مالیاتی اداروں پر اطلاق، ص157

[39] عثمانی، محمد تقی، بیع وشراء کے جدید مسائل، ص220

[40] International Islamic Fiqh Academy (IIFA). "Resolution No. 63 (1/7): Option Contracts in the Financial Markets." In Majallat Majma' al-Fiqh al-Islāmī, Vol. 7, Part 1 (1412 AH / 1992 AD), p. 123.

[41] Islamic Fiqh Academy India. "Option Trading ka Shar'i Hukm." In Islami Ma'ashiyat ke Jadeed Masa'il aur Unka Hal, edited by Maulana Khalid Saifullah Rahmani, 2nd ed., 155–158. New Delhi: Islamic Fiqh Academy (India), 2009.

New Delhi: Islamic Fiqh Academy (India), 2009.

[42] Darul Uloom Deoband. Is Options Trading Permissible in Islam?, Fatwa No. 1275/1004/D. Accessed June 29, 2025. https://darulifta-deoband.com/home/en/halal-haram/48206.

[43] Mufti Muhammad Taqi Usmani. Fiqhi Maqalat, Vol. 3. Karachi: Maktaba Darul Uloom Karachi, 2005, 152.

CC BY